تحفظِ حقوقِ نسواں بل ۲۰۰۶ء
(قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ)

حافظ شبیر احمد جامعی*

حافظ سیف الاسلام**

قیام پاکستان کے بعد سے ہی مسلم اقوام نے مطالبہ شروع کر دیا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ دینی حلقوں کا یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا کہ ملکِ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس مقصد کی کما حقہ تکمیل کے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی احکام وقوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے کیونکہ قائداعظم محمد علی جناح مرحوم سمیت تحریک پاکستان کے تمام ذمہ دار رہنماؤں نے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں قرآن وسنت کی عملداری ہوگی اور اسے ایک آئیڈیل اسلامی ریاست بنایا جائے گا۔ مگر عوام کے پرزور مطالبات کی تکمیل نظر نہیں آ رہی تھی اسی اثنا میں عوامی تحریک نظام مصطفیٰ اور دیگر اسلامی تحریکیں متحرک ہوئیں جن کی اقتداء میں پورا ملک اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ لے کر سڑکوں پر آ گیا۔ ہزاروں افراد جیلوں میں محبوس ہوئے اور بہت سوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس تحریک کی عظیم قربانیاں اس وقت ثمر آور ثابت ہوئیں جب جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) برسرِ اقتدار آئے اور حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی عوامی مطالبہ پر ۱۹۷۹ء میں حدود آرڈیننس سمیت متعدد دیگر اسلامی قوانین کے نفاذ پر عمل درآمد شروع کر دیا۔

تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین میں بلکہ آئین میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن جو حکمران مثبت تعمیری تبدیلیاں لاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کی خوشنودی کی خاطر زمین پر عدل و انصاف اور احسان کی حکمرانی کرتے ہیں، دین و مذہب اور ضمیر و انسانیت کے حوالے سے وہ سرخرو ہوتے ہیں ان کا نام ہمیشہ محبت اور عزت سے لیا جاتا ہے اور جو اسلام دشمن قوتوں کا آلہ کار بن کر یا غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ملکی قوانین و آئین کو مذاق بناتے ہیں، ایسے لوگ بہت جلد ذلیل و رسوا ہو جاتے ہیں اور اپنے کیے کی سزا پا لیتے ہیں مثال آپ کے سامنے موجود ہے پاکستان کے (سابق صدر) جنرل پرویز مشرف جن کے دور اقتدار میں تحفظ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی آف بھاولپور، پاکستان

** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی آف بھاولپور، پاکستان

حقوق نسواں بل منظور ہوا، پاکستان واپسی پر ان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہر خاص و عام کی نظر میں ہے ایسے حکمران اور ارباب حکومت قرآن وسنت کے خلاف چلتے ہیں اور ملکی مفاد اور مفاد عامہ کی بجائے صرف اور صرف اپنے مفاد کو فوقیت دیتے ہیں اللہ ایسے لوگوں کو ڈھیل دیتا ہے مگر جب وہ حد سے تجاوز کرنے لگتے ہیں تو ان ہی کو آنے والی نسلوں کے لیے ''فاعتبروا یا اولی الابصار'' بنا دیتے ہیں۔ (درحقیقت زیر بحث مضمون کا اصل نام تو ''کریمنل لاء امینڈ منٹ ۲۰۰۶ء یعنی فوجداری ترمیمی بل ۲۰۰۶ء تھا جسے طبقہ خواتین کی بجا حمایت حاصل کرنے کے لیے مذکورہ مغالطہ آمیز نام (تحفظ حقوق نسواں بل) دیا گیا ہے، تاکہ اپنے مفاد کو حاصل کیا جا سکے)

تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ جس جابر حکمران نے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حدود اللہ کو توڑنے اور احکام شریعت کو پامال کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا ایسا عذاب نازل ہوا کہ صفحۂ ہستی سے اس کا نام تک مٹ گیا۔ لہٰذا اپنی غلطیوں پر توبہ کر کے ان کے ازالہ اور قانونِ شریعت کو من وعن نفاذ کی فوری اور دیانتدارانہ سعی کرتے ہوئے نافذ کرنا چاہیے، تاکہ قانون سازی کے جو اغراض و مقاصد ہیں وہ کما حقہ مسلم معاشرے کو حاصل ہوں، اور اسلامی قوانین کے اغراض و مقاصد میں مقاصد شرعیہ (عقل، نسل، مال، جان، عزت) کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ان کی حفاظت کے لیے اسلام میں سزائیں مقرر ہیں جنہیں حدود کہا جاتا ہے دین کے تحفظ کے لیے ارتداد کی سزا ہے، عقل کو تحفظ دینے کیے لیے شراب نوشی پر پابندی ہے، جان کی حفاظت کے لیے قصاص، مال کی حفاظت کے لیے قطع ید، عزت وآبرو (نسل) کی حفاظت کے لیے ۸۰ کوڑے، (زنا) کی روک تھام کے لیے ۸۰ کوڑے اور رجم کی سزا متعین کی گی ہے۔ اس کے علاوہ معاشرے سے دیگر جرائم کے سدباب کے لیے اسلامی قوانین میں تعزیرات مقرر ہیں جو واقعات وحالات کے مطابق مختلف ہیں شریعت نے ان قوانین کے نفاذ کو قاضی (جج) کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ معاشرہ میں امن کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے مجرم کو سزا دے۔

تحفظ حقوق نسواں بل کے اسلام سے متصادم پہلو

حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء کے بعد پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۵ نومبر ۲۰۰۶ کو تحفظ خواتین کے نام سے جو بل منظور کیا اس کی چند دفعات اپنے مقاصد، مابعد مرتب ہونے والے اثرات ونتائج اور متن کے اعتبار سے قرآن و سنت اور مقاصد شریعت کے منافی ہے۔

اس بل کی وضاحت نسواں ایکٹ کتاب میں رانا محمد شفیق خان پسروری نے ان الفاظ میں کی ہے''اگرچہ پاکستان میں خواتین کو حقِ وراثت، قرآن سے شادی، بدل صلح کے طور پر دیئے جانے سمیت بے شمار مسائل و مشکلات کا سامنا ہے لیکن اس بل کے ذریعے صرف دو قوانین کو ہدف بنایا گیا ہے جو حد زنا اور حد قذف سے متعلق ہے'(۱)

تحفظ حقوق نسواں بل میں مندرجہ ذیل دفعات قرآن وسنت کے مخالف ہیں:

☆ (الف) تحفظ حقوق نسواں بل میں خلافِ اسلام یہ بھی ہے کہ زنا بالجبر کی حد کو بالکل ختم کر دیا گیا ہے جو قرآن وسنت میں مقرر ہے۔

(ر) تحفظ حقوق نسواں بل کے تحت ۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکی زنا بالرضا کے بعد ہر قسم کی سزا سے مستثنٰی ہو گی، جو کہ خلافِ اسلام ہے۔

(1) 375.Rape.

A Man is said to commit rape who has sexual interrourse with a woman under circumstances falling under any of the five following,

1. against her will,

5, with or without her consent when she is under sixteenyears of age,(2)

کسی مرد کو Rape کا مرتکب کہا جائے گا ما سوائے ان مقدمات کے جو بعد ازاں مستثنٰی ہوں کسی عورت کے ساتھ حسب ذیل ۵ حالات میں سے کسی میں جماع کرے۔

ا۔ اس کی مرضی کے خلاف

۵۔ اس کی رضا مندی سے یا اس کی بغیر جب کہ وہ ۱۶ سال سے کم عمر کی ہو۔

قرآن وسنت میں زنا کے متعلق سخت سے سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں اس میں سے چند کو ذکر کیا جاتا ہے، قرآن کریم میں ''زنا'' کو بہت بڑی بے حیائی اور بہت بری راہ قرار دیا گیا ہے اور شرک، قتل کے بعد کبائر میں شمار کیا گیا ہے (۳) دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے زانیہ عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہو تو تمہیں اللہ کے دین کی خاطر ان دونوں پر (حد شرعی نافذ کرنے میں) کسی نرمی کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے'' (۴) قرآن پاک کی اس آیت حکم کے بارے میں قاضی بیضاوی فرماتے ہیں: ''وھو حکم یخص بمن لیس بمحصن لما دل علی ان حد المحصن ھو ارجم'' (۵) اس آیت کا حکم اس زانی کے ساتھ خاص ہے، جو شادی شدہ نہ ہو، جبکہ یہ ثابت ہے، کہ شادی شدہ زانی کی حد رجم ہے، اور یہ سزا غیر شادی شدہ مرد و زن کے لیے مخصوص ہے اور عہد نبوی سے لیکر آج تک اسلامی حکومتوں میں نافذ العمل رہی ہے، اور جو مرد وعورت شادی شدہ ہونے کے بعد اس فعل بد کے مرتکب ہوں ان کے لیے رجم (پتھروں کے ساتھ سنگسار کرنے کی سزا) ہے، جس کا ثبوت سورہ المائدۃ: ۴۳ سے اشارۃ النص کے طور پر ثابت ہے اور احادیث مبارکہ سے تواتر کیساتھ ثابت ہے، ذخیرہ احادیث میں حد رجم کے لیے ۵۲ احادیث مرسلہ، ۱۴ آثار تابعین اور ۵ فتاوے تابعین سے ثابت ہے جو حد تواتر کو پہنچ جاتا ہے۔

قرآن وحدیث میں زنا کے لیے حد کی سزا مقرر ہے''حد'' اسلامی فقہ کی ایک اصطلاح ہے اور حد کا لفظ ان سزاؤں پر بولا جاتا ہے جو مختلف معاشرتی جرائم کے لیے نصوص میں متعین ہیں، ان سزاؤں کے نافذ کرنے میں اسلامی حکومت، مقننہ اور عدلیہ کو کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں ہے، فقہاء کے نزدیک حد کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے''الحد اسم لعقوبة مقررة تجب حق الله تعالى'' (۶) امام سرخسی فرماتے ہیں حد وہ سزا ہے جو مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب ہے۔علامہ شوکانی حد کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:''فی الشرع عقوبة مقتدرة لاجل حق الله فيخرج التعزير لعدم التقدير والقصاص لانه حق آدمی'' (۷)''شریعت میں حد اس مقررہ سزا کو کہتے ہیں جو حق اللہ کے طور پر متعین کی گی ہو تعزیر اس سے خارج ہے کیونکہ قصاص حق العبد ہے حق اللہ نہیں ہے'' اور ابن حمام لکھتے ہیں:''ان الحد هو العقوبة المقدرة شرعا'' (۸) حدود کی سزاؤں میں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں مسلمانوں کے مفاد کو مد نظر رکھا ہے حدود کی سزاؤں کا تعلق صرف دنیا کی اصلاح سے نہیں ہے ان کا بہت گہرا تعلق روزِ قیامت سے بھی ہے، حد کی سزا جرم کا کفارہ بن جاتی ہے جیسے کسی مرد یا عورت نے دنیا میں فحاشی کا ارتکاب کیا اگر اس پر حد کی سزا نافذ ہوگی تو وہ روزِ قیامت اس گناہ سے بری الذمہ قرار پائے گا۔

ماقبل میں قرآن وسنت سے نقل کردہ دلائل میں لفظ''زنا'' کا لفظ مطلق ہے جو ہر قسم کے زنا کو شامل ہے ان دلائل میں رضامندی اور زبردستی سے کیے گئے زنا میں کوئی تفریق نہیں ہے، بلکہ ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ زبردستی زنا کا جرم رضامندی سے کیے ہوئے زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے، لہذا اگر رضامندی کی صورت میں یہ حد عائد ہورہی ہے تو جبر کی صورت میں اس کا اطلاق اور زیادہ قوت کے ساتھ ہوگا،مگر جن عورتوں کے ساتھ زبردستی کی گی ہو ان کا مستثنیٰ ہونا فرمان باری تعالیٰ کے اس قول سے ہوتا ہے'' **ومن يكرههن فان الله من بعد اكرههن غفورا الرحيما**'' (۹)''اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے'' اس کی مزید وضاحت صحیح بخاری سے بھی ہوتی ہے، امام بخاری نے کتاب الاکراہ میں مستقل باب قائم فرمایا ہے اس عورت کے متعلق جس کو زنا پر مجبور کیا گیا ہو اور وہ اس کو ناپسند سمجھے تو احادیث میں بھی حضور ﷺ نے واضح فرما دیا کہ ایسی عورت پر کوئی حد نہیں ہے اسی سے متعلق روایت ہے کہ''ایک غلام نے ایک باندی کیساتھ زنا بالجبر کا ارتکاب کیا تو حضرت عمرؓ نے مرد پر حد جاری فرمائی اور عورت کو سزا نہیں دی'' (۱۰) بخاری شریف کی دوسری طویل حدیث جس کا مفہوم مندرجہ ذیل ہے کہ''حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں دو شخص اپنا معاملہ لیکر حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں، ان کا معاملہ یہ تھا کہ فریق ثانی کے بیٹے نے فریق اول کی بیوی سے زنا کرلیا تھا فریق ثانی نے اس کے بدلے فریق اول کو فدیہ کے طور پر سو بکریاں اور ایک غلام دے

دیا۔۔۔ پھر حضور ﷺ نے فریق ثانی کو فدیہ واپس کر دیا اور اس کے بیٹے کو سو کوڑوں کے ساتھ جلا وطنی کی سزا بھی دی، پھر آپ نے حضرت انسؓ کو اس عورت کے پاس بھیجا اور فرمایا (فان اعترفت فرجمها فاعترفت فرجمها) اگر وہ اعترافِ جرم کرے تو اسے رجم کر دو، راوی کہتا ہے کہ اس نے اعتراف کر لیا اور اسے رجم کر دیا گیا'' (۱۱)

اسی طرح تحفظ حقوق نسواں بل کی دفعہ ۵ شق نمبر ۵ سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا، زنا بالجبر قرار پائے گا اور زنا بالجبر کی صورت میں عورت کے لیے کوئی سزا نہیں ہے جس کا واضح مطلب ہے کہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہر لڑکی زنا کی سزا سے مستثنیٰ ہو گی۔

تحفظ حقوق نسواں بل میں ۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکی (یعنی پندرہ سال گیارہ ماہ انتیس دن کی عقل مند بالغ خاتون) اپنی مرضی سے زنا کرے تو اس کے لیے زنا کوئی قانونی جرم نہیں ہے ایسی صورت میں اس کے لیے وہی حکم ہے جو مجبورہ (جس کے ساتھ زبردستی زنا کیا جائے) کے لیے ہے کہ وہ چھوڑ دی جائے گی اور اگر نظر عمیق سے غور کیا جائے تو لڑکیوں کی بلوغت کی عمر ۱۰ سے ۱۲ سال عموماً ہے، اس کے علاوہ زنا کا تعلق بنیادی طور پر ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت کے ساتھ ہوتا ہے جو مختلف وجوہ کی بنا پر مختلف عمروں میں حاصل ہوتی ہے۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے کہ ''واذا بلغ الاطفال منکم الحلم'' (۱۲) اور جب جوانی کو پہنچ جائیں تو انہیں اجازت لینی چاہیے۔ حلم خواب میں جماع کرنے کو کہتے ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ احتلام بلوغت کی علامت ہے۔

''حلم'' اس لفظ سے فقہا نے لڑکوں کے معاملہ میں احتلام کو بلوغ کا آغاز مانا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔۔۔ احتلام کو لڑکوں کے لیے بلوغت قرار دیا ہے۔۔۔ جبکہ لڑکی کے معاملہ میں ایام ماہواری کا آغاز علامت بلوغ ہے نہ کہ احتلام۔۔۔ (۱۳)

اور جو لوگ قوانین بناتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں، مقررہ حدود کی پاسداری نہ کریں ان کے متعلق فرمان باری تعالیٰ ہے ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (قائم کردہ) حدود سے تجاوز کرے تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے'' (۱۴)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تحفظ حقوق نسواں بل کی وجہ سے ۱۲ سال سے ۱۶ سال کی عمر تک عورتوں کو زنا کی کھلی چھٹی دی گی ہے۔ اور اس زنا کی اجازت دینا قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ اور زنا کی شدت حرمت ما قبل دلائل میں گزر چکی ہے۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل میں زنا بالجبر کی سزا دس سال سے کم اور پچیس سال سے زیادہ قید کی سزا نہ ہو گی۔ اور

وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا، یہ سزا بھی خلافِ اسلام ہے۔

"whoever commits rape shall be punished with death or imprisonment of either description for a term which shall not be less that ten years or more than twenty-five years and shall also be liable to fine.(15)

''جو کوئی ریپ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسے سزائے موت یا کسی ایک قسم کی سزا قید دی جائے گی۔ جو دس سال سے کم اور پچیس سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا''۔

☆ زنا کی شرعی سزا کو بدل کر ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ کرنا خلافِ اسلام ہے۔

تحفظ حقوق نسواں بل میں شق نمبر 496B دفعہ ۲ کے تحت زنا کی سزا یہ لکھی ہوئی ہے:

"whoever commits forniccation shall be punished with imprisonment for a term which may extend to five years and shall also be liable to fine and shall also be liable to fine not exceeding ten thousand rupees"(16)

''جو کوئی فارنی کیشن کا ارتکاب کرے گا وہ سزائے قید کا مستوجب ہوگا جو پانچ سال تک کی ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا جو دس ہزار روپے سے زیادہ نہ ہوگا''۔

اسی طرح تحفظ حقوق نسواں بل میں زنا بالجبر کی سزا مندرجہ ذیل تین سزاوں میں سے ایک ہوگی۔ سزائے موت، دس سال سے پچیس سال تک قید اور جرمانہ بھی ادا کرے گا۔

حضرت ابو بکرؓ کے دور کا واقعہ ہے کہ'' جاء رجل الی ابی بکر فذکر له، ان ضیفا له افتض اخته استکرھا علی نفسھا، فساله فاعترف بذلك، فضربه ابو بکر الحد، ونفاہ سنة الی فدك، و لم یضربھا، ولم ینفھا لانه استکرھھا، ثم زوجھا ایاہ ابو بکر، وادکله علیھا'' (۱۷) ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو شکایت کی کہ اس کے مہمان نے اس کی بہن کے ساتھ جبراً زنا کیا ہے بعد از تفتیش اس نے اعتراف کر لیا (چونکہ وہ شخص کنوارہ تھا) اس لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسے سو کوڑے لگوائے اور ایک برس کے لیے ''فدک'' کے علاقے میں جلاوطن کر دیا اور عورت کو نہ تو کوڑے لگائے اور نہ ہی جلاوطن کیا کیونکہ زانی نے اسے مجبور کیا تھا، (ایک سالہ جلاوطنی کے بعد) حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زانی کو حکم دیا کہ اب اسی عورت سے نکاح کر لو' اس سے ثابت ہوتا ہے زنا بالجبر کی سزا سزائے موت نہیں اگر سزائے موت ہی ہوتی تو پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ اس شخص کا اس عورت سے نکاح کیسے کروا سکتے تھے۔

ماقبل میں جو قرآنی آیات و احادیثِ مبارکہ بیان ہوئی ہیں ان کے مطابق زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی کوئی

تقسیم نہیں ہے بلکہ فرق صرف یہ ہوگا کہ زنا بالرضا میں فریقین پر حد جاری ہوگی اور زنا بالجبر کی صورت میں وہ فریق جس کا مجبور کر دیا جانا پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اسے باعزت بری کر دیا جائے گا۔اس کے علاوہ ''زنا موجب حد'' میں جسمانی سزا ہے نہ کہ مالی جرمانہ، کیونکہ اس حدیث اور ماقبل دلائل سے زنا کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کے سنگسار (پتھر مار کر قتل کرنے کی سزا ہے) مگر زنا بالجبر کے لیے پانچ سے پچیس سال کی قید یہ سزا قرآن وسنت سے انحراف ہے، تحفظ حقوق نسواں بل میں جو یہ لچک رکھی گی ہے حقیقت میں یہ بااثر لوگوں کے لیے ایک رعایت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے اور زنا بالجبر کے مرتکب شخص سے جرمانہ وصول کرنا یہ بھی قوانین اسلام کے مخالف ہے۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل میں خلافِ اسلام امر یہ بھی ہے کہ اقدامِ زنا، مبادیات زنا یا بوس وکنار وغیرہ کی سزائیں منسوخ کر دی گئی ہیں جبکہ آرڈیننس ۱۹۷۹ میں ان کی سزائیں مقرر تھیں اور اس کی دفعہ ۲۰ کی شق اول میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اگر عدالت کو بعض دیگر ایسے چھوٹے موٹے جرائم کا علم ہو جائے جو اس کے دائرہ اختیار میں ہوں تو وہ ان کی سزا سنا سکتی ہے لیکن تحفظ حقوق نسواں بل نے دفعہ ۲۰ کو ختم کرنے کے ساتھ حدود آرڈیننس میں درج دیگر سزاوں مثلاً سرعام فحاشی برہنہ کرنا، اقدامِ زنا وغیرہ کو بھی ختم کر دیا ہے، تحفظ حقوق نسواں بل کے ذریعے اسلامی حدود وقوانین کے برعکس مبادیات زنا مثلاً بوس وکنار اور مرد وعورت کے آزادانہ اختلاط کو ناقابل سزا قرار دیا گیا ہے، مزید یہ کہ جو شخص زنا کی سزا سے بری ہو گیا ہو اس کے خلاف کسی قسم کی کاروائی نہیں ہوگی، تحفظ حقوق نسواں بل کی دفعہ 203C کی شق نمبر ۶ جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

> ...Who has been acquitted or against any person who is complent or a victim in a case of rape, under any cercumstances what so ever.(18)

> ''وہ شخص بری کر دیا گیا ہو یا کسی ایسے شخص کے خلاف جو مستغیث ہو یا Rape کی صورت میں شکار ہو، کسی بھی صورت حال میں سماعت کے لیے قبول نہیں کی جائے گی''۔

اسلام نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ وہ اسباب جو زنا کا محرک بنتے ہیں ان کو بھی اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے، حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے'' وزنا العينين النظر، وزنا اللسان النطق، والنفس تمنى وتشتهى، والفرج يصدق ذلك او يكذبه'' (۱۹) ''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، ہاتھ اور پاؤں بھی اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے'' اسی طرح بخاری شریف کی روایت ہے حضرت سہل بن سعد نقل کرتے ہیں ایک شخص نے نبی ﷺ کے حجرہ میں کسی سوراخ سے جھانکا، آپ اپنے گھر میں سر کھجلا رہے تھے، آپ نے فرمایا'' لو

اعلم انك تنظر ، لطعنت به فی عینك "(٢٠) اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں یہ لکڑی مار کر تیری آنکھ پھوڑ دیتا" حضور ﷺ نے چوری سے کسی کے گھر میں دیکھنے کے بارے میں کس قدر سختی سے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر صاحب مکان دیکھنے والے کی آنکھ کو ضائع کر دے تو وہ آنکھ رائیگاں جائے گی ، ان ارشادات سے ثبوت ملتا ہے کہ حضور ﷺ نے کس قدر سختی سے اسباب زنا سے منع فرمایا ہے، مگر صد ہائے افسوس ہے کہ تحفظ حقوق نسواں بل بنانے والوں،اوراس کے نفاذ کی کوشش کرنے والوں کی نظر عمیق ان دلائل پر کیوں نہ گئی یا جان بوجھ کران حقائق سے پردہ پوشی کی گی ہے۔

شریعت اسلامیہ میں تمام احکام انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں کیونکہ دین میں سہولت ہے ، اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے امت مسلمہ کے لیے اس میں بہت لچک رکھی ہے اور اسلام میں مفاد عامہ کو سامنے رکھا جاتا ہے اسی لیے سرکار دو جہاں ﷺ نے اپنی امت کو سزاؤں سے محفوظ رکھنے کے لیے (گناہوں کے اسباب ومحرکات) سے محفوظ رہنے کی متعدد بار تلقین فرمائی ہے تا کہ اصل گناہ سے بچنا آسان ہو جائے ، یہ مسلمہ بات ہے کہ گناہوں کے مبادیات بھی حرام ہے جیسا ماقبل میں دلائل گزر چکے ہیں اب اس کے بعد بھی ان دلائل سے اگر کوئی فرد ، معاشرہ ، حکومت منہ پھیرے تو یہ علی الاعلان قرآن وسنت سے بغاوت ہے۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل میں خلاف اسلام شق یہ بھی ہے کہ حدود وقوانین کے نام سے شرعی قوانین مثلاً زنا، قذف اور لعان وغیرہ کی سزاؤں کی دیگر انگریزی قوانین پر برتری کو بھی ختم کر دیا گیا ہے، جبکہ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ کی شق نمبر٣ میں حدود اللہ کی دیگر انگریزی قوانین پر برتری برقرار تھی۔

☆ دفعہ ٣٧٥ میں زنا کی تعریف جو ذکر ہے اس کے مطابق بیوی کی مرضی کے بغیر جماع کرنا بھی زنا بالجبر قرار پاتا ہے جو کہ خلافِ اسلام ہے، اس دفعہ کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

A man is said to commit rape who has sexual intercourse with a women under circumstance falling under any of the five following descriptions.

(1) against her will,

(2) without her consent,(21)

عورتوں کی فرمابرداری کے متعلق فرمان باری تعالی ہے "فالصلحت قنتت "(٢٢) "نیک عورتیں ہیں وہ جو شوہروں کی اطاعت کرنے والی ہوتیں ہیں" اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ" اذا دعا الرجل امراته الی فراشه فابت فبات غضبان علیها لعنتها الملائکة حتی تصبح "(٢٣) "جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس سے ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے ایسی بیوی پر

صبح ہونے تک لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں" دوسری جگہ ارشاد حضورؐ کا فرمان ہے جس سے حقوق نسواں کی اس دفعہ کے خلافِ اسلام ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے "لا تصوم المراة وزوجها شاهد يوما من غير شهر رمضان ، الا باذنه" (۲۴) "اس عام حکمِ اطاعت میں صرف ایک استثنا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر عورت سے اس کا شوہر اللہ کی معصیت کا مطالبہ کرے تو وہ اس کا حکم ماننے سے انکار کرسکتی ہے بلکہ اسے انکار کردینا چاہیے" (۲۵)

☆ زنا بالرضا کی صورت میں اگر چہ حد کو ناقابل دست اندازی پولیس بنا کر باقی رکھا گیا ہے لیکن حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ شق نمبر ۵ کو حذف کر کے عدالت کو حد کی سزا میں تخفیف اور رعایت کا جو اختیار دیا گیا ہے وہ صراحتاً قرآن وسنت کے خلاف ہے، حقوق نسواں بل کی دفعہ ۸ شق نمبر ۲ اس کے لیے ملاحظہ ہو۔

> "Rhe presiding officer of a court taking cognizance of an offence on a complent shall at once examine on oth the complent and at least four muslim, adult male eye- witnesses about whom the court is satisfied having regard to the requirement of tazkiayah-al-shahood. that they are truthful persons and abstain from major sins (Kabair) of the act of penetration necessary to the offince"(26)
>
> کسی نالش پر جرم کا اختیار رکھنے والی عدالت کا افسر جلیس فوری طور پر مستغیث اور جرم کے لیے ضروری دخول کے فعل کے کم ازکم چار چشم دید مسلمان بالغ مرد گواہوں جس کے بارے میں عدالت تزکیہ الشہود کی مقتضیات کے ضمن میں مطمئن ہو کہ وہ سچے ہیں اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرنے والے ہیں کی حلف پر جانچ پڑتال کرے گا۔

زنا بالرضا کو ناقابل دست اندازی پولیس قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ عمار راشدی اپنے مضمون میں یہ بیان کرتے ہیں کہ اس سزا سے زنا بالرضا ریاست کا جرم نہیں رہتا اور محض شہری کا کیس بن جاتا ہے، یعنی اس جرم کے ارتکاب پر ریاست کو کوئی شکایت نہیں ہے، کیونکہ جن جرائم کو ریاست اور سوسائٹی کا جرم تصور کیا جاتا ہے ان میں مدعی خود ریاست ہوتی ہے اور اس کی طرف سے پولیس اس جرم کے کیس کو ڈیل کرتی ہے۔ پولس کو اس معاملے میں بے دخل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اب زنا ریاست کا جرم نہیں رہا، کسی شہری بلکہ متاثرہ فریق کو کوئی شکایت ہے تو وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے اور اگر اس جرم کے ارتکاب پر کسی شہری کو اعتراض نہیں ہے تو ریاست کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے، یہ بات شرعی اصولوں سے متصادم ہے اس لیے کہ اسلامی شریعت میں زنا صرف حقوق العباد کا جرم نہیں ہے بلکہ حقوق اللہ کی بھی اس سے خلاف ورزی ہوتی ہے اور یہ صرف افراد کی حق تلفی نہیں بلکہ ریاست کی بھی حق تلفی ہے" (۲۷)

تحفظ حقوق نسواں بل کا وہ حصہ جس میں صوبائی حکومت کو حد کی سزا میں تخفیف اور رعایت کا جو اختیار دیا

گیا ہے وہ بھی صریح نصوص کے خلاف ہے جیسے حضورﷺ نے حضرت اسامہؓ کو تنبیہاً فرمایا تھا'' اتشفع فی حد من حدود اللہ۔ پھر خطبہ دیا اور آخر میں فرمایا لو ان فاطمة بنت محمدﷺ سرقت لقطع محمدیدھا''اگر محمد کی بیٹی بھی چوری کرے گی تو اس کا ہاتھ ضرور کاٹوں گا'' (۲۸) اس بنا پر پوری امت کا اجماع ہے کہ حد کو معاف کرنے اور اس میں تخفیف کا کسی بھی حکومت کو اختیار نہیں ہے لہذا بل کا یہ حصہ بھی صراحتاً قرآن کے مخالف ہے۔

☆ زنا کی تہمت کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ کرنا بھی حدود اللہ میں ترمیم ہے، حقوق نسواں بل میں اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

496C. shall be punished with imprisonment for a term which may extend to five years and shall also be liable to fine not exceeding ten thousand rupees.(29)

''جو کسی شخص کے خلاف فارنی کیشن کا جھوٹا الزام لائے ، یا گواہی دے گا وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک سزائے قید کا مستوجب ہوگا اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے کے جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔''

☆ قذف آرڈیننس میں ترمیم کر کے مرد کو چھوٹ دی گی ہے کہ وہ عورت کے مطالبے کے باوجود''لعان'' کی کاروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے یہ حکم بھی قرآن وسنت کے واضح احکام کے خلاف ہے۔ قذف آرڈیننس ۱۹۷۹ کی دفعہ نمبر ۱۴ میں لعان کا طریقہ درج ہے جس کی دفعہ نمبر ۳ کی رو سے لعان کی کاروائی کو معطل کرنے والے مرد کو سزائے قید تجویز کی گی ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"where the Husband or the wife refuses to go through the aforesaid procedure! or in the case of the husband , he has agreed to go through the oforesaid procedure,(30)

☆ قذف آرڈیننس میں مذکورہ ترمیم کا وہ حصہ بھی قرآن کریم کے خلاف ہے جس میں عورت کو رضا کارانہ اقرار جرم کے باوجود سزا سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔

لعان کے اسی قانون (حدود آرڈیننس ۱۹۷۹) کی دفعہ ۱۴ شق نمبر ۴ کے الفاظ ہیں:

" A wife who has accepted the husband,s accusation as ttue shall be awarded the punishment for the offence of Zina liable to hadd under the imposition of hudood for the offence of Zina ordinance,1997"(31)

قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ میں ترمیم کر کے مرد کو چھوٹ دی گی ہے کہ وہ عورت کے مطالبے کے

باوجود"لعان" کی کاروائی میں شرکت سے انکار کر کے عورت کو معلق چھوڑ دے یہ دفعہ بھی قرآن وسنت کے منافی ہے، اس دفعہ کی وضاحت کے لیے ہم قذف کی تشریح کرتے ہیں کہ قرآن وسنت میں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے تاکہ اس دفعہ کا قرآن وسنت کے منافی ہونا معلوم ہو سکے۔

قذف کی تعریف:"هو رمی المحصنةاو المحصن بالزنا او نفی نسب" ترجمہ: کسی پاک دامن عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگانا یا اس کے نسب کی نفی کرنا"(۳۲)"**والذين يرمون المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمنين جلدة** "(۳۳)"جولوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہ لے آئیں ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ"

اس آیت مبارکہ میں لفظ یرمون سے مراد زنا کی تہمت ہے اور اس کا ثبوت حضور ﷺ کے عہد مبارکہ میں بھی ملتا ہے جب ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی شریک بن سحاء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"انت باربعة يشهدون على صدق مقالتك وخذ في ظهرك"(۳۴) اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے چار گواہ لاؤ تاکہ اپنی پیٹھ کو کوڑوں سے بچاؤ، اس کے علاوہ ارشاد النبی ﷺ ہے جس کا مفہوم ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سات مہلکات سے بچو صحابہؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے چھ مختلف باتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا" و قذف المحصنات الغفلات المئومنات" بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے سے بچو"(35) نص قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہوا کہ جو کسی پاک دامن پر تہمت لگائے اس کی سزا نہ تو پانچ سال قید ہے اور نہ ہی دس ہزار روپے جرمانہ بلکہ اس کی سزا وہ ہے جو قرآن وحدیث نے متعین کر دی کہ ایسے انسان کو ۸۰ کوڑے لگاو۔

قذف کے نفاذ کی تین شرطیں ہیں عبدالقادر عودہ ان شرائط کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں" ان ارکان جريمةالقذف التي يجب بها الحد ثلاثة، الرمي بالزنا او نفي النسب، ان يكون المقذوف محصنا، القصد الجنائي۔(۳۶) قذف کے لیے تین ارکان ہیں، ایک زنا کی تہمت یا نسب کی نفی، دوسرے جس پر تہمت لگائی گی ہے وہ پاک دامن ہو اور تیسرے مجرمانہ ارادہ۔ لعان یہ ہے کہ اپنی بیوی پر تہمت لگانے کے بعد اگر بیوی انکار کرے تو پھر شوہر سے کہا جائے گا کہ گواہ پیش کرو اگر شوہر گواہ پیش کر دے تو عورت کو ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے، اور اگر چار گواہ نہ لا سکا تو پھر میاں بیوی میں لعان ہوگا، لعان کا طریقہ قرآن پاک میں سورہ النور کی آیت نمبر ۶ سے ۹ میں بیان ہوا ہے" اور جو لوگ اپنی بیویوں پر عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے سوا اور گواہ نہ ہوں تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر

اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو، اور عورت سے سزا اس طرح ٹل جائے گی کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ شخص سچا ہو'' قرآن وسنت کے مطابق اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر مرد کو قسمیں کھانی پڑیں گی اور قسمیں کھانے کے بعد خاوند بیوی کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائے گا، اور اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو قذف آرڈیننس کے مطابق اس کو حراست میں رکھا جائے گا جب تک وہ آمادہ نہ ہو جائے مگر تحفظ حقوق نسواں بل میں شوہر کو لعان سے انکار پر حراست میں نہیں رکھا جائے گا تو اس صورت میں عورت کی حالت قابل رحم رہ جائے گی کیونکہ نہ تو وہ اپنی بے گناہی ثابت کر سکے گی اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی، نیز حدود آرڈیننس میں یہ بھی تھا کہ اگر عورت عدالت میں اعتراف کر لیتی تھی تو اس پر حد زنا جاری ہو گی، مگر تحفظ حقوق نسواں بل میں سے اس حصہ کو بھی حذف کر دیا گیا جو قرآن وسنت سے واضح انحراف ہے۔

آخر میں امریکی اسکالر چارلس کینیڈی کی تحقیق پیش ہے جس کو نہ ملک پاکستان سے کوئی سروکار ہے اور نہ حدود آرڈیننس سے، جب حقوق نسواں بل کے نفاذ کو کوششیں ابتدائی مراحل میں تھیں اور شور برپا تھا کہ اس سے پہلے حدود آرڈیننس کے ذریعے بے گناہ عورتوں کو سزا دی جا رہی ہے، اس کا جائزہ لینے کے لیے یہ صاحب پاکستان تشریف لائے اور مختلف مقدمات کا سروے کرنے کے بعد اپنی تحقیقی رپوٹ میں یوں رقمطراز ہیں:

> " Women fearing conviction under section 10(2) frequently bring charges of rape under 10 (3) against their alleged partners. The FSC finding no circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accussed under section 10(2) The women is exonerated of any wrong doing due to reasonable doubt rule.(37)

> ''جن عورتوں کو دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت (زنا بالرضا کے جرم میں) سزایاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ ۱۰ (۳) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آجاتی ہیں۔ فیڈرل شرعیت کورٹ کو چونکہ ایسی کوئی قرائنی شہادت نہیں ملتی جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کر سکے، اس لیے وہ مرد ملزم کو دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت (زنا بالرضا) کی سزا دے دیتا ہے، اور عورت ''شک کے فائدے'' والے قاعدے کی بنا پر اپنی ہر غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے۔''

عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں علماء کرام کی اہم تجاویز:

پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین اور ان کے رفقاء ممتاز علماء کرام مولانا مفتی تقی عثمانی، مولانا حسن جان، مولانا مفتی منیب الرحمٰن، مولانا قاری حنیف جالندھری، مولانا مفتی غلام الرحمٰن، مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، ابوعمار زاہد الراشدی، مولانا اخلاق احمد اور حافظ محمد عمار یاسر نے مشورہ دیا کہ اگر واقعی حکومت پاکستان میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے عملی پیش رفت کرنا چاہتی ہے تو اسے مندرجہ ذیل قانونی اقدامات کرنے چاہیے۔

۱۔ خواتین کو عملاً وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے اس کے سد باب کے لیے مستقل قانون بنایا جائے۔

۲۔ بعض علاقوں میں خواتین کو ان کی مرضی کے خلاف نکاح پر مجبور کیا جاتا ہے اس کی روک تھام کی جائے اور اسے قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

۳۔ بیک وقت تین طلاقیں دینے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے اور ایسی دستاویز لکھنے والے نوٹر پبلک اور وثیقہ نویس کو بھی شریک جرم قرار دیا جائے۔

۴۔ قرآن کریم کے ساتھ نکاح کی مذموم رسم کا سد باب کیا جائے۔

۵۔ جبری وٹہ سٹہ یعنی نکاح شغار کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔

۶۔ عورتوں کی خرید وفروخت اور انہیں میراث بنانے کے غیر شرعی رواج اور رسوم کا قانونی سد باب کیا جائے۔(۳۸)

موجودہ دور میں آزادی نسواں، حقوق نسواں، تحفظ حقوق نسواں بل کے ذریعے سے مشرقی عورت کو مختلف مکروفریب سے مغربی عورت کی نقالی کرنے پر ابھارا جاتا ہے جب کہ مشرق ومغرب کی اخلاقی اقدار بالکل جدا اور مختلف ہیں، وہاں پر حیا، عفت، پاکدامنی، عصمت کے الفاظ ناپید ہوتے جا رہے ہیں، معاشرہ حیوانیت کی طرف بڑھ رہا ہے، جہاں انسانی رشتوں کے احترام اور وقار کی کوئی قیمت نہیں، کوئی قدر نہیں، شادی اور خاندان کے ادارے کی کوئی اہمیت نہیں، دنیا اسی لیے فساد سے بھر گئی ہے کہ اس کی بنیادی اکائی یعنی خاندان اور گھر میں فساد برپا ہے، گھر اجڑ رہے ہیں، اس لیے معاشرے، قومیں اور دنیا اجڑ رہی ہے۔

گھر اور خاندان آج بھی امت مسلمہ کی ترکش کے آخری تیر ہیں، جو بچے ہوئے ہیں حرم اور گھر وہ آخری مورچہ ہے، جہاں تہذیبیں پناہ لیا کرتی ہیں۔ آج اسی آخری مورچے پر سب سے زیادہ حملے ہو رہے ہیں کہ کسی طرح عورت کو اپنے اصل کام یعنی انسان سازی سے غافل کر کے آزادی نسواں کے پرفریب جال میں پھنسا لیا جائے، اللہ تعالیٰ نے عورت کو اپنی سب سے بڑی صفت، تخلیق سے نوازا ہے، جس پر وہ جتنا ناز کرے، کم ہے۔

نتائج بحث

☆ تحفظ حقوقِ نسواں بل کا مطلب صرف یہ ہے کہ پاکستان کے کچھ قوانین کو قرآن وسنت کے قوانین (جو امت مسلمہ کے لیے قلبی تسکین کا ذریعہ ہیں) کو مغربی کلچر میں ڈھال دیا جائے جس میں فحاشی وعریانی کے فروغ کے سوا کچھ نہیں۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل کے خلافِ اسلام ترامیم کو اسقدر پیچیدہ بنا دیا گیا ہے کہ اس بل کے اجراء کی صورت میں قرآن وسنت پر عمل ناگزیر ہو گیا ہے۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل کی وجہ سے معاشرے میں عملاً زنا کی روک تھام ناممکن نظر آتی ہے۔

☆ نوعمر لڑکے لڑکیوں کے آزادانہ اختلاط پر کوئی قانونی پابندی نہیں ہے جو قرآن وسنت کے صریح اصولوں کے ساتھ ساتھ نوجوان نسل کی صلاحیتیں انفرادی مفاد کے ساتھ ساتھ ملکی وقومی مفاد کے نقصان کی بھی پیش خیمہ ثابت ہو رہی ہیں، اب ملک وملت کی ذمہ داری ہے کہ نوجوان نسل کو شرعی قوانین پر گامزن کریں اور ان کی علمی، تحقیقی، تخلیقی صلاحیتوں سے مستفید ہو کر اپنی ترقی میں اہم کردار ادا کریں۔

☆ دور حاضر میں جب تحفظ حقوق نسواں بل، فحاشی، مبادایات زنا اور زنا کے روکنے میں ناکام ہو گیا ہے تو اس کے نتیجے میں پاکستانی معاشرہ میں مندرجہ ذیل جرائم میں حد درجہ اضافہ ہو گیا ہے، جیسے ''کاروکاری'' غیرت کے نام پر قتل'' اور مبادیات زنا جو قانون کی گرفت میں نہیں آتے ان کی وجہ سے معاشرے میں فساد حد درجہ کو پہنچ جائے گا، اور اس لاقانونیت کے نتائج واثرات آنے والی نسلوں پر بھی پڑیں گے، اور ان خلافِ شریعت قوانین کا اندازہ اس وقت ہو گا جب ہمارا خاندانی نظام بھی مغربی معاشرے کی طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔

☆ میری رائے کے مطابق اس بل کو'' تحفظ حقوق نسواں بل'' کا نام دینا مذاق ہے یہ سارا بل ایسی دفعات پر مشتمل ہے جس کی اکثر وبیشتر دفعات عورت کی عصمت دری کے لیے جواز فراہم کرتی ہیں۔

☆ آج ملک پاکستان میں امن وامان کی صورتحال جو اس قدر بگڑی ہوئی کہ کسی بھی فرد کے مقاصد شرعیہ (عقل، نسل، جان، مال، نفس) بھی محفوظ نہیں ہیں اس کی واحد وجہ اللہ تعالی سے کیے ہوئے وعدوں سے منحرف ہونا ہے اور شرعی قوانین کے عدمِ نفاذ کا نتیجہ ہے شریعت اسلامیہ کے علاوہ کسی قانون میں ایسی قوت نہیں کہ وہ معاشرے میں امن وامان کے ضامن ہوں اس کا اندازہ ترقی یافتہ مغرب (یورپ وغیرہ) اور اسلامی قوانین پر عمل پیرا سعودی عربیہ میں امن وامان کی صورتحال سے لگا سکتے ہیں۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل میں عمومی طور پر دو چیزوں کا تذکرہ اکثر ملتا ہے زنا، اور قذف، انہی کے متعلق قوانین

بیان ہوئے ہیں مگر اس بل کو حقوق کا نام دیا گیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ زنا اور قذف اب جرائم میں شمار نہیں بلکہ حقوق میں سے ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امر واقعہ کچھ اور ہے کیونکہ مغرب معاشرہ میں زنا حقوق میں شامل ہے وہاں انسانی حقوق کے نام سے عورتوں کے اسقاط حمل کے مطلق حق اور ہم جنس پرستوں کی شادیوں کو قانونی تحفظ دینے کے جو مطالبات ہوتے ہیں اور اس کے بارے میں جو قانون سازی ہو رہی ہے وہ زنا کو حقوق میں شامل کرنے کا ہی نتیجہ ہے جبکہ اسلامی شریعت میں یہ عمل جرائم میں بلکہ سنگین ترین جرائم میں شمار کیا جاتا ہے۔

☆ حد پر قانون سازی کو کوئی گنجائش نہیں ہے صرف اس کے اطلاق پر گفتگو ہونی چاہیے اس کی سزاؤں پر مملکتِ اسلامیہ میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل قابل قبول نہیں، بلکہ حاصل بحث یہ ہونا چاہئے کہ مقدمہ کیسے درج ہو، کون اس کی تحقیقات کرے اور تحقیقات کا اصل پیمانہ کیا ہو۔

☆ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کی دفعہ نمبر ۵ میں لکھا ہے کہ کسی شخص کو ایسی سزا نہیں دی جائے گی جس میں جسمانی تشدد اور ذہنی اذیت ہو اور توہین و تذلیل کا پہلو ہو۔ گویا کسی بھی جرم کی سزا کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان تینوں باتوں سے خالی ہو (نمبر ا کسی انسان پر جسمانی تشدد نہیں کیا جا سکتا، نمبر ۲ کسی انسان کو ایسی سزا بھی نہیں دی جا سکتی جس میں ذہنی اذیت ہو، نمبر ۳ اور ایسی سزا بھی نہیں دے سکتے جس میں انسان کی توہین و تذلیل ہو) اس کا مطلب ہوا اب ہم اقوام متحدہ کے قانون کے مطابق ہم کسی انسان کو ایسی سزا نہیں دے سکتے جس میں یہ تین شرائط پائی جائیں، کیونکہ ایسی سزا اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق انسانی حقوق کی منافی تصور ہو گی اسی بنیاد پر اسلامی سزاؤں کو غیر انسانی اور انسانی حقوق کے منافی قرار دیا جاتا ہے کہ سنگسار کرنا، کوڑے مارنا، ہاتھ پاؤں کاٹنا اور برسرِ عام سزا دینا بہرحال جسمانی تشدد اور تذلیل پر مشتمل ہے اور اگر اقوام متحدہ کے چارٹر میں طے کردہ اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو حدودِ شرعیہ کی کم و بیش سبھی سزائیں انسانی حقوق کے خلاف قرار پاتی ہیں۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بین الاقوامی معاہدہ ہے اور چونکہ ہم اس معاہدہ میں شریک ہیں ہم نے اس پر دستخط کر رکھے ہیں اور اقوام متحدہ کے نظام کے حصہ بھی ہیں۔

سفارشات

☆ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس لیے اس میں قانون بھی قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے جیسا کہ پاکستان کے آئین میں ہے۔

☆ معاشرے کو یقین دہانی کرائی جائے کہ مقننہ جو قانون بنا رہی ہے اس سے کوئی صاحب ثروت بالاتر نہیں ہے۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل کی دفعات میں سقم ہونے کی وجہ سے حدود اللہ ایک طبقے کے لیے آج تک بازیچہ اطفال بنے ہوئے ہیں، ان دفعات کو قرآن وسنت کے موافق کر کے قابل عمل بنایا جائے۔

☆ تحفظ حقوق نسواں بل کی کثیر التعدا دپیچیدہ دفعات کو ختم کر کے، شرعی قوانین سے ہم آہنگ دفعات کو معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے باقی رکھا جائے۔

☆ اسلامی نظامِ حیات سے لوگوں کو قریب تر لانے کے لیے اسلامی قوانین کی اصل صورت عوام کے سامنے لائی جائے، مگر تحفظ حقوق نسواں بل میں نہ عوام کو اصل تصویر سے روشناس کرایا گیا ہے، مزید یہ کہ ''تحفظ حقوق نسواں بل'' نہ تو اسلامی نظامِ حیات سے میل کھاتا ہے اور نہ ہی اسلامی معاشرہ کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

☆ مغربی اثرات کی بیخ کنی کی جائے اور اسلامی اقدار کی ترویج کی جائے۔

☆ زنا وہ فعل ہے جس اگر آزادی ہو جائے تو ایک طرف نوع انسانی کی اور دوسری طرف تمدن انسانی کی جڑ کٹ جائے گی، نوع انسانی اور تمدن انسانی کے قیام کے لیے ناگزیر ہے کہ عورت اور مرد کا تعلق صرف شرعی قانون کی حد تک محدود رکھا جائے۔

☆ اور جب زنا کی حد کا ایک دفعہ عدالت میں فیصلہ ہو جائے تو اس کے بعد صوبائی حکومت، صدر یا وزیر کسی کو اس میں کسی قسم کی تخفیف یا معافی کا اختیار نہ دیا جائے۔

☆ پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا کو مادر پدر آزاد نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کے ذریعے ہونے والی فحاشی وعریانی کے ساتھ ساتھ قوانین اسلام کی غلط تصویر کشی کی تشہیر پر بھی پابندی لگائی جائے۔

☆ میڈیا پر جرائم کو گلیمر کی صورت میں پیش کرنے کی بجائے شرعی قوانین کو نشر کیا جائے تا کہ لوگ شعور و آگہی حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہوسکیں۔

☆ سزاؤں کا مقصد لوگوں کی اصلاح کرنا ہے، تا کہ معاشرہ اسلامی تعلیمات کے ثمرات سے مستفید ہو سکے، اس مقصد کا حصول اسی صورت میں ممکن ہے جب معاشرے کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے ادا کرے، اسی طرح سرکاری، نیم سرکاری ادارے بھی اپنے فرائض کو اسلامی قوانین کے مطابق پورے کریں اور ایک ایسا ادارہ بھی ہونا چاہیے جو ان قوانین کے اثرات کا جائزہ لے جو معاشرے کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں اور یہ ادارہ بعدازاں اہم تجاویز بھی پیش کرے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) محمد شفیق خان، نسواں ایکٹ، طبع اول، مخزن علم الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ص ۲۴۵۔

(2) Hudood Laws. Page No.61.

(۳) بنی اسرائیل:۳۳، الفرقان، ۶۸،۲۵۔

(۴) سورۃ نور:۲۔

(۵) البیضاوی، ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر، انوار التنزیل واسرار التاویل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ط، اولی ۱۴۱۸ھ، ۹۸/۴،

(۶) السرخسی، شمس الدین، کتاب المبسوط، دار المعرفہ بیروت، ۱۹۷۸ء، ۳۶/۹۔

(۷) الشوکانی۔ محمد بن علی۔ نیل الاوطار، بیروت، دار صادر (۱۹۸۱ء) ۹۳/۷۔

(۸) ابن ہمام، فتح القدیر، القاہرہ، المطبعۃ الامیریہ ۱۳۱۵ء، ۳/۵۔

(۹) سورہ النور، ۳۳۔

(۱۰) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، صحیح البخاری، حدیث ۶۷۸۸، دار طوق النجاۃ، ط، اولی ۱۴۲۲ھ، ۲۱/۹۔

(۱۱) صحیح بخاری، کتاب الحدود، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیرت لبنان، ۲۶۴/۴۔

(۱۲) النور:۵۹۔

(۱۳) مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، جولائی ۱۹۹۱ء، ۴۲۱/۳۔

(۱۴) سورہ النساء:۱۴۔

(15) Hudood Laws.Dr,Munir Ahmad Mughal, muneeb Book House.1-Turner Road.Lahore,Pakistan.Page No.61-62

(16) Hudood laws , P.64

(۱۷) ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری، مصنف، المکتب الاسلامی، بیروت لبان، ط، اولی ۱۴۰۳ھ، ۴۰۲/۷۔

(18) Hudood Laws. Page No.67

(۱۹) مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری النیسابوری، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، دار احیاء

التراث العربی بیروت،۴/۲۰۴۶۔
(۲۰) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، ط، اولی،۱۴۲۲ھ،۸/۵۴۔

(21) Hudood Laws, page NO.61

(۲۲) النساء:۳۴
(۲۳) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ، دار طوق النجاہ، ط: الاولی ۱۴۲۲ھ، ۴/۱۱۶۔
(۲۴) محمد بن عیسی بن سورہ، سنن الترمذی، شرکۃ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی، مصر، ط: الثانیۃ، ۱۳۹۵ء، ۳/۱۴۲۔
(۲۵) مودودی، ابوالاعلی، حقوق الزوجین، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، مطبع الحمرا آرٹ پرنٹرز لاہور ۱۹۶۷ء، ص ۴۴۔)

(26) Hudood Laws. Page No.65.

(۲۷) روز نامہ اسلام، ۲۴ دسمبر ۲۰۰۶، مضمون ابوعمار الراشدی۔
(۲۸) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، صحیح البخاری، حدیث ۶۷۸۸، دار طوق النجاۃ، ط، اولی، ۱۴۲۲ھ، ۸/۱۶۰۔

(29) Huood Laws. page No.64
(30) New Islamic Laws. Mansoor Book House, Katchery Road lahore, Page No.34
(31) The women protiction, Dr munir Ahmad mughal, muneeb Book House Lahore ,Edition secound.2006-2007.Page No.134.

(۳۲) توفیق علی وہبہ، الجرائم والعقوبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ، دار عکاظ للطباعۃ ونشر جدۃ، ص ۱۰۱۔
(۳۳) سورہ النور:۴۔
(۳۴) السرخسی، شمس الدین، کتاب المبسوط، دار المعرفۃ بیروت لبنان، ۱۹۸۲ء، ۹/۱۰۴۔
(۳۵) ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ ریاض، سعودی عرب ۱۹۸۱ء، ۱۰/۲۰۸۔
(۳۶) عودہ، عبدالقادر، التشریع الجنائی الاسلامی مقارنا بالقانون الوضعی، الکاتب العربی بیروت، ۲/۴۶۱۔

(37) Charles Cannedy: The Status of women in pakistan in islamization of Laws.P.74.

(۳۸) روز نامہ پاکستان، ۱۴، ۱۵، اکتوبر ۲۰۰۶ء۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆